مطبوعات

الاؤ اور پھوار | افسانوں کا مجموعہ ۔ از محترمہ اُمِ زبیر ۔ ناشر مؤلفہ خود ہیں ۔ پریس کا پتہ تو درج ہے ، مگر کتاب کے ملنے کا پتہ درج نہیں ۔ دبیز آرٹ پیپر کا سرورق ، سادہ رنگین ڈیزائن ۔ قیمت : ۴۰/- روپے

محترمہ اُمِ زبیر کے افسانے پڑھ کر خیال آیا کہ اگر طباعت سے پہلے انہیں دیکھتا تو مصنفہ سے کہتا کہ آپ میری دو تین کتابیں (مطبوعہ نہ سہی ، غیر مطبوعہ) مجھ سے لے لیں اور یہ مجموعہ مجھے عنایت فرما دیں ۔ مگر ایک چیز ایسی ہے کہ جس کے آثار مٹائے نہیں جا سکتے ۔ اس مجموعے میں ایسی بہت سی علامات ہیں ، گھریلو مسائل اور ازدواجی نفسیات کے ایسے تجزیے ہیں جو صاف بتا دیتے ہیں کہ یہ کسی خاتون کی تحریر ہے ۔ بعض باتوں کو کوئی مرد اس طرح بیان ہی نہیں کر سکتا جیسے اُمِ زبیر نے بیان کی ہیں ۔

عجیب بات ہے کہ پیش لفظ لکھنے والی بہن نے نام کو ایسے مخفی رکھا ہے جیسے خدا پرست خواتین سر سے پیر تک اپنے جسم کو غیر مردوں کی نگاہوں سے محفوظ رکھتی ہیں ۔ پیش لفظ میں بڑی کام کی باتیں ہیں ۔ مگر میرے ذاتی رجحان کے مطابق ہم اور اُمِ زبیر جو ادبی کام کر رہے ہیں وہ جماعتِ اسلامی نام کی پارٹی کے حوالے سے نہیں ، بلکہ خود اسلام کے حوالے سے حوالے سے ہے ۔ ہماری کمٹ منٹ اسلام سے ہے جو ابدی ہے ۔ اسلام کی خادم شخصیتیں اور جماعتیں بدلتی اور مٹتی رہتی ہیں ، اور وہ غلطیاں بھی کر سکتی ہیں یا بعض لوگ اُن سے اختلاف بھی کر سکتے ہیں ۔ چنانچہ اُمِ زبیر کی کہانیوں کی ساخت اور بافت اسلامی شعور و حسیات کے ساتھ ہیں جذبات و واقعات کے تار و پود سے ہوتی ہے ۔ ان کی کہانیوں کا سلسلہ

علّت و معلول اور انتاج و انجام خیر و شر کی رزم کے مناظر اس طرح دکھاتا ہے کہ انسانی فطرت کی وہ معروف آفاقی قدریں روشن ہو جاتی ہیں، جو اسلام کا سب سے بڑا عطیہ ہیں۔

بہن اُمِ زبیر صاحبہ کی کتاب کو مجھ تک آتے بہت دیر ہوئی۔ بجا طور پر ان کو مجھ پر بہت دعویٰ داعیہ بھی ہے۔ مگر میری بہت سی مجبوریاں مجھے بروقت کام کرنے سے روکتی ہیں۔ ان کی فرمائش تھی کہ میں کم سے کم ان کی ایک کہانی "الاؤ" اور بچھوا" ضرور پڑھ لوں۔ مگر شاید اس مشورے میں کوئی حکمت پنہاں تھی کہ میں ساری کتاب ایک ہی نشست میں پڑھ گیا۔ اور میں نے دل میں کہا کہ ہماری طرف سے شاید کہانیوں کا یہ پہلا مجموعہ ایسا آیا ہے کہ ہم اسے ہر کسوٹی پر پرکھنے کے لیے صیرفیوں کے سامنے رکھ سکتے ہیں۔ سرریلزم اور علامتی کہانیوں کے لیے جو معمّائی کاوشیں درکار ہیں، ان کی توقع ہمارے معاشرے کے مٹھوڑے سے قارئین کی ۵ ، ۷٪ تعداد سے نہیں کی جا سکتی۔ اصل میں وہ چیزیں ادیب ادیبوں کے لیے لکھتے ہیں۔ یہ کہانیاں تمام متوسط درجے کے کثیر التعداد قارئین و قاریات کے پڑھنے کے لیے لکھی گئی ہیں۔

اس کتاب کے متعلق میری یہ رائے ہے کہ کسی کہانی میں تصنع اور نظریاتی ٹھونس ٹھانس ذرا بھی نہیں ہے۔ پلاٹ، واقعات، کردار، کہانی کا آغاز اور اختتام بہت خوب ہیں۔ ان میں تقسیمِ برّ صغیر کے سانحات بھی جھلک رہے ہیں، مشرقی پاکستان کے بنگلہ دیش بننے کے وقت کا نقشہ بھی ہے، جہادِ افغانستان کے مناظر بھی، اور عام معاشرتی زندگی میں دولت اور اچھے اخلاقی رویوں کی کشاکش بھی۔ ساری کہانیوں میں مشترک عمل یہ ہے کہ مجموعے کا پورا ہنڈولا عورت کے گرد گھوم رہا ہے۔ شوہر کے لیے مصیبتیں جھیلتی ہوئی عورت، بچوں کے لیے قربانی دیتی ہوئی عورت، دولت کے بوجھ سے کچلی ہوئی عورت، شکستہ خوردہ مرد کو عبادت نو دیتی ہوئی عورت، عورت سے متصادم عورت، متکبر عورت اور بھر عاجز ہو جانے والی عورت۔ گویا سارے ہنگامے اسی "فتنی" کے دم سے ہیں، یہ نہ ہوتی تو ایسا سناٹا ہوتا جیسے وادی میں بہت سے پتھروں کے پڑے رہنے کے باوجود ہوتا ہے۔

"منزل تک" (ص ۱۵۸) میں لمبی تقریر آ گئی ہے۔ حالانکہ دو جملوں سے کام

چل سکتا تھا۔ ”مجازی خدا“ والی بات (ص ۲۰۸) سمجھ میں نہ آئی جس کی خاطر یہ دفعہ بھی گیا اور بال بھی ختم۔ اصلی خدا تو اوجھل ہی ہو گیا۔ ”بات سوچنے والی بھی نہیں“ (ص ۱۳۱) کیا یہاں بات اسمِ فاعل ہے؟ ”گرم گرم چائے“ اور ”گرم گرم قہوہ“ — یہ ایک ہی طرز کی بات شاید ہفتے میں دو تین بار پڑھنے میں آتی ہو گی۔ دل اُکتا گیا ہے۔ آیا یہ پھیری والے کی آواز ہے؟ آخر کوئی کردار صرف ایک دفعہ گرم کیوں نہیں کہتا، کوئی کردار یہ نہیں کہتا کہ دیکھنا ذرا تیز گرم نہ ہو۔ یہ فقرہ تو اس طرح کلیشے بن گیا ہے جیسے کچھ عرصہ تک ”صلیب“ اور ”صلیب اُٹھانا“ اور ”اپنی صلیب آپ اُٹھانا“ کی تکرار اتنی ہوئی کہ دل اس لفظ سے اُوب گیا۔ ممکن ہے کہ کچھ مشنریوں نے اس ”علامت“ کو پھیلانے کا انتظام کیا ہو۔ مگر عوام کا ذہن ٹھٹک گیا۔

۵۰ صفحے کی پہلی کہانی بہت بڑی قربانی کی آئینہ دار ہے اور ایک نوجوان کے ذہنی بگاڑ کا سبب سامنے لاتی ہے۔ ارم کا قصہ ”جب اُسے ہوش آیا تو بڑا عبرتناک ہے۔ محسن اور سعیدہ کی کہانی میں حالات کی بساط اُلٹ کر معاملات کو سنوار دیتی ہے۔ کیا شاندار کردار ہے محسن کا۔ ”بت“ پگلی ایک اچھوتے موضوع پر نئے طرزِ عمل کی آئینہ دار ہے۔ آخری کہانی تو گویا سنگلاخ وادی کو طے کرنے کے بعد انجام بخیر کی صورت میں سامنے آتی ہے۔ بھرتی کی کوئی بھی چیز نہیں۔

چار سو باکمال خواتین | از جناب طالب الہاشمی۔ ناشر: بیت اسلامک پبلشرز، اُردو بازار لاہور۔ صفحات: ۷۱۲۔ سفید کاغذ۔ مجلد مع رنگین گردپوش۔ قیمت: ۱۲۰/- روپے

محب گرامی طالب الہاشمی ایک عرصے سے تاریخ کی کان کنی میں مصروف ہیں اور برابر ہیرے جواہرات برآمد کر کے قوم کو پیش کر رہے ہیں۔ صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کے علاوہ تاریخ کی کتنی ہی درخشاں شخصیتوں کی زندگی، فروزاں داستانیں وہ ہم تک پہنچا چکے ہیں۔ ان کی کتابوں کو پڑھیے تو اندازہ ہو گا کہ صحابہ و صحابیات کے احوال کے ضمن میں وہ سیرتِ نبویؐ کے بڑے بڑے اہم گوشے سامنے لے آتے ہیں۔ اسی لیے دیگر اکابر